ISSN Print: 2394-7500
ISSN Online: 2394-5869
Impact Factor: 5.2
IJAR 2018; 4(3): 58-59
www.allresearchjournal.com
Received: 16-01-2018
Accepted: 18-02-2018

Dr. Pushpendra Kumar Nim
Assistant Professor,
Department of Urdu
Zakir Husain Delhi College
University of Delhi,
New Delhi, India

Correspondence
Dr. Pushpendra Kumar Nim
Assistant Professor,
Department of Urdu Zakir
Husain Delhi College
University of Delhi,
New Delhi, India

"اردو نثر کے ارتقاء میں سر سید کا حصہ"

Dr. Pushpendra Kumar Nim

سرسید احمد خاں ایک ایسی شخصیت اور معتبر روایت کا نام ہے جس نے قومی اور ملی زندگی کے ہر شعبہ میں ہماری رہبری اور رہنمائی کی اور اس کی اصلاح وترقی کا سامان کیا اور یہ واقعہ ہے کہ ہماری زندگی کا ہر گوشہ اس مرد درویش کے احسان سے گراں بار ہے ایسے حالات میں جب کہ انگریزوں کے ظلم زور کا بازار گرم تھا اور مسلمان بن کے جینا دشوار تھا سر سید نے اپنی بھر پور صلاحیتوں کا استعمال کر کے قوم میں حوصلہ مندی اور ترقی کے جذبات پیدا کئے انگریزوں کی غلط پالیسویوں کو واضح کیا حتیٰ کہ انگریزو ں اپنے رویہ پر غور کرنے پر مجبور کر دیا ہے ۔ سر سید کی شخصیت عظمت وبلندی سے عبارت ہے قدرت نے انہیں متعدد اوصاف سے نوازا تھا ان کی سب سے بڑی خصوصیت ان کی قومی ہمدردی کے جذبات سے لبریز ہونا ہے انہوں نے ہر شعبہ میں جدّت واختراع سے کام لیا وہ چاہتے تھے کہ مسلمان ، مسلمان بن کر رہیں مگر جدید ایجادات واختراعات سے بھی ہمکنار ہوں۔

سر سید احمد خاں ۱۷ اکتوبر ۱۸۱۷ ء کو دہلی کے نہایت معزز شریف خاند ان میں پیدا ہوئے ان کے والد میر متقی کے بڑے نیک اور زاہد تھے والدہ بھی ایک مہذب اور تعلیم یافتہ خاتون تھیں ۔ ان کے جداعلیٰ عہد شاہ جہان میں دہیل وارد ہوئے اس وقت سے سر سید تک برابر شاہان دہلی کے دربار سے عہدے اور اعزاز اور القاب سے نوازے جاتے رہے ۔ خود سر سید کو آخری مغل حکمران بہادر شاہ ظفر نے جو ادا لاولہ عارف جنگ کے خطاب سے نوازا تھا ۔ سر سید نے حسب معمول پہلے قرآن پاک پڑھا پھر عربی وفارسی کی تعلیم حاصل کی اور اس میں بڑی مہارت وصلاحیت پیدا کی ۲۲ سال کی عمر میں دہلی کی عدالت صدر امینی میں سررشتہ دار مقرر ہوئے اس کے بعد آگرہ کمشنری میں نائب منشی پھر میں پوری میں مصنف ہوئے ایسے بہت سے عہدوں پر رہے ۔ ۲۸ مارچ ۱۸۹۸ کو ۸۱ برس کی عمر میں علی گڑھ میں انتقال کیا اور وہیں کی خاک کا پیوند ہوئے ۔

سرسید سے پہلے اردو نثر نہایت غیر ترقی یافتہ حالت میں تھی داستانوں اور تذکروں اور ترجموں کی شکل میں نثر کہیں کہیں ملتی تھی ۔ لیکن ان کا ہماری سماجی زندگی سے کوئی تعلق نہیں تھا ۔ اس دور میں ادب کے اندر ایک خاص انقلاب آیا اور سماجی حقیقت نگاری کی طرف لوگ متوجہ ہوئے ۔ اسی مقصد کے لیے نثر ایک کامیاب وسیلہ بن گئی ۔ اب ادب کے مخاطب عوام بن گئے ۔ وہ ایک مخصوص طبقے کی ذہنی عیاشی کا سامان نہیں رہا ہے۔ اس لیے بے تکلفی سادگی اور جستگی پر زور دیا جانے لگا ۔ اب نثر سے محض قصے کہانیوں بیان کرنے کے بجائے مختلف سائنسی اور طبعی علوم کے زیر اثر علمی اور سنجیدہ تخلیقات پیش کی گئی ۔ استدلال انداز اختیار کیا گیا ۔ سر سید کی کوششوں سے نثر کا دامن بے حد کشادہ ہوگیا ۔ علمی اور سائنسی موضوعات کے علاوہ ادبی اور تخلیقی موضوعات پر بھی کامیاب نمونہ نثر میں سامنے آئے محسن الملک ، وقار الملک ذکاء اللہ ، شبلی ، حالی اور نظیر احمد نے ہر طرح کی تصیفات سے اردو کا دامن بھر دیا ۔ یہ سر سید کا فیض تھا ۔ انہوں نے نثر کے امکانات لوگوں کے سامنے واضح کئے ۔ اردو نثر کے ارتقاء میں سر سید کا بڑا گراں قدر حصہ ہے ۔ انہوں نے اردو کو علمی زبان بنانے میں اپنے عہد میں سب سے اہم کردار ادا کیا بقول علامہ شبلی :۔‘‘ جو چیزیں خصوصیت کے ساتھ ان کی اصلاح کی بدولت ذرہ سے آفتاب بن گئی ۔ ان میں اردو لٹریچر بھی ہے سر سید ہی کی بدولت اردو اس قابل ہوئی کہ عشق وعاشقی کے دائرے سے نکل کر ملکی ، سیاسی ، اخلاقی تاریخی ہر قسم کے مضامین اس زور اور اثر وسعت جامعیت سادگی اور صفائی سے ادا کر سکتی ہے خود اس کی استاد یعنی فارسی زبان کو آج تک یہ بات نصیب نہیں ’’

فورٹ ولیم کالج میں میرا من نے سادہ نگاری کی داغ بیل ڈالی تھی لیکن سر سید احمد خان نے انفرادی طور پر نہ صرف ایک خاص اسلوب اختیار کیا بلکہ اردو میں صلاحیت پیدا کی کہ وہ ہر قسم کے مضامین کے ادا کرنے کے لائق ہوگئی ہے ۔

اگر آج اردو اس لائق ہے کہ اسے فقر کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کیا جاسکتا ہے تو اسے فخر کے لائق بنانے میں اسی مرد درویش کا سب سے زیادہ نمایاں حصہ ہے ۔

سر سید کی بدولت اردو لکھنے والوں کا ایک بڑا حلقہ تیار ہوگیا بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اردو کے اہم ادیب وانشاء پرداز اور اہل قلم انہیں کے پروردہ اور فیض یافتہ ہیں علامہ شبلی اپنے مضمون سر سید مرحوم اور اردو لٹریچر میں لکھتے ہیں :

’’ ملک کے آج بڑے انشاء پرداز موجود ہیں جو اپنے اپنے مخصوص دائرہ مضمون کے حکمراں ہیں لیکن ان میں سے ایک شخص بھی نہیں جو سرسید کے بار احسان سے گردن اٹھا سکتا ہو ، بعض بالکل ان کے دامن تربیت میں پلے ہیں بعضوں نے دور سے فیض اٹھایا ہے ، بعض مدعیانہ اپنا راستہ الگ نکالا ہے تاہم سرسید کی فیض پذیر ی سے بالکل آزاد کیو اں کر رہ سکتے تھے ۔‘‘

مذہب ،معشرت ، ادب ، سیاست زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہی جو سرسید کی توجہ سے محروم رہا ہو لیکن وہ شیئ جسے سرسید کی نظر التفات نے مٹی سے سونا بنا دیا وہ اردو ادب خاص طور پر اردو نثر ہے اردو شاعری کو انھو ں نے خوشامد مبالغہ آرائی اور عشق اور عاشقی کے فرضی قصوں سے لبریزپایا ۔نثر کے حالت اس سے بھی سقیم نظر آئی ۔یہاں عبارت آرائی لفاظی اور تکلف و تصنع کی کار فرمائی کے سوا ارو کچھ دکھائی نہ دیا ۔وہ خود شاعر نہ تھے اسلئے شاعرے کی اصلاح کے لئے صر ف مشورے ہی دے سکتے تھے ۔انھوں نے عملی قد م اٹھایا اور دیکھتے ہی دیکھتے اردو نثر کو زمین سے آسمان پر پہنچا دیا ۔انھوں نے مضامین لکھے کتابیں تصانیف کین رسا لے و اخبار جاری کئے خود لکھا دوسروں لکھوائے اور ادب جو محض وقت گذاری اور دل بہلانے کا ذریعہ تھا ،کو قوتی ترقی کا وسیلہ قو تی امنگو ں کا ذریعہ بنایا ۔آسمانوں میں پرواز کرنے کے بجائے اسے دھرتی پر قدم رکھنا سکھایا۔ مختصر یہ ہے کہ سرسید نے اردو نثرمیں ایسی قوت وتوانائی پیدا کی کہ وہ ہر طرح کے مضامین ادا کرنے پر قادر ہو گئی